ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

رباعیات عبدالعزیز خالد کا موضوعاتی مطالعہ

Thematic Studies of Abdul Aziz Khalid's Quatrains

Muhammad Saeed Ahmad[1]

Dr. Saeed Ahmad[2]

Abstract:

This article pertains to the Thematic studies of Abdul Aziz Khalid,squatrains.Abdul Aziz Khalid is one of the most renowned Pakistai poets of Urdu literature.He adorned his poetry bouquet with multiple languages such as Arabic, Persian, Turkish,Hindi and Hebrew.He wrote almost forty books on different types of literature especially on Hamd,Naat,Ghazal,Poem, Quatrains, Translation and criticism.His book Lahun e Sareer is especially on Quatrains which has313 Quatrains with reference to BadriSahabah.Quatarin is short but intericate type of poetry.especially measure Hazaj(Behr e Hazaj) consider d to be more tough and difficult.So this type of poetry is not abundantly found.Almost all the renowned poets have written a few Rubaies.Khalid,s quatrains have the subjects of Hamd o Naat, philosophy, knowledge wisdom, advice for rectification of society, ethics and character and mysticism.It will not be incorrect or exaggeration to say that the abstract of his poetical ideas and imagination is found in the farm of quatrains in Lehun e Sareer.It is undoubtedly a precious addition to Urdu quatrains.

KEYWORDS: PERTAINS, QUATRAINS, INTERICATE, ABUNDANTLY, EXAGGERATION

کلیدی الفاظ: محفود و محشود، بے وقر، عبد الدرہم، دروں نگر، زہراب، عیار دانش، ختور، ارباب بصائر، انساب واحساب

عبدالعزیز خالد ہمہ گیر قسم کے شاعر تھے۔ ان کی شاعری کے کئی رخ ہیں۔ وہ اپنی فطری صلاحیتوں کے باعث ہمہ اصناف اور کثیر التصانیف شاعر تھے۔ صانع لوح و قلم نے اسے فکر و فن کی عظیم دولت سے نوازا اور اس نے بے پناہ قوت تخیل سے اردو ادب کو متمول کر دیا۔ ایسا کثیر الموضوعات شاعر جس نے چالیس کے قریب کتب کا اردو ادب میں اضافہ کیا۔ ان کی کتب کے ناموں کا مفہوم جاننے کے لیے بھی لغت درکار ہوتے ہیں۔ ان کی حمد یہ کتاب ہللویاہ (خدا کی تعریف کرو) ہے۔ یہ لفظ انجیل اور زبور میں مستعمل ہے۔ نعتیہ کتب کے نام فارقلیط، منحمنّاؐ، حمطایاؐ، ماذماذؐ، طاب طابؐ اور عبدہٗؐ ہیں جو کہ تورات، زبور اور انجیل سے لیے گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں لکھی گئی منقبت "ثانی لاثانیؓ" کے نام سے ہے اور مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کی شان میں لکھی گئی کتاب کا نام رسول کریم ﷺ کی طرف سے عطا کردہ لقب کی نسبت سے "بوتراب" ہے۔ غزل و نظم پر مشتمل کتب "زنجیر رم آہو"، "کلک موج"، "دشت شام"، "کف دریا"، "حدیث خواب"، "خروش خم"، "سراب ساحل" اور "مزمور میر مغنی" ہیں۔ منظوم تمثیلات کے نام "زرداغ دل"، "دکان شیشہ گر"، "سلومی"، "ورق ناخوانده" اور "برگ خزاں" ہیں۔ منظوم تراجم میں "سرود رفتہ"، "غزل الغزلات"، "گل نغمہ"، "چراغ لالہ"، "پرواز عقاب"، "غبار شبنم" "کتاب العلم اور قرآن حکیم کا نامکمل ترجمہ "فرقان جاوید" ہیں۔ تنقیدی کتاب "کجدار و مریز" کے نام سے ہے۔ نثری کتب میں "سخن ہائے آشنا"، " مہابھارت کتھن مالا" اور "اقبال" ہیں۔ رباعیات پر مشتمل ان کی کتاب "لحن صریر" ہے۔ ان کی ہر کتاب ان کے علم، گہرے مطالعہ اور کثیر معلومات کی گواہ ہے۔

---

1 Ph.D Scholar, Department of Urdu, Govt. College University Faisalabad

2 Chairman Departmenf of Urdu Govt College University Faisalabad

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

آصف ثاقب ان کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

> ”عبدالعزیز خالد اردو شاعری کا تیشہ گر بھی ہے اور کیمیا گر بھی۔ تیشہ گریوں کہ اس نے الفاظ و معانی کے جواہر ریزوں میں تصورات کے ایسے عکس دکھائے ہیں کہ مکمل شبیہ کے حصول کے لیے لحہ در لحہ کڑیاں ملانی پڑتی ہیں۔ کیمیاگریوں کہ اس نے عقل و عشق کے باہمی کیمیائی عمل سے خیالات و جذبات کے ایسے مرکب پیدا کیے ہیں کہ ان کے مطالب کو گرفت میں لینے کی خاطر ماضی، حال اور مستقبل کے دریچوں میں جھانکنا پڑتا ہے۔“(۱)

رباعیات عبدالعزیز خالد کے موضوعاتی مطالعہ سے قبل رباعی کے معنی و مفاہیم کا جائزہ ضروری ہے۔

اردو کی اصناف سخن میں رباعی ایک چھوٹی لیکن اہم صنف ہے۔ یہ عام طور پر فلسفیانہ، اخلاقی، تفکیری اور بعض اوقات عشقیہ مضامین پر مبنی ہوتی ہے۔ رباعی کی تخلیق میں بنیادی چیز اس کی ہیئت ہے۔ ویسے تو اس کی صوری ہیئت میں کوئی منفرد، نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔ چار مصرعوں پر مشتمل یہ صنف غزل کے دو شعروں سے مشابہ ہوتی ہے۔ البتہ اس کی اندرونی ہیئت جس کا تعلق خاص عروض سے ہے جو اس کی صنفی شناخت کا خاص وسیلہ ہے۔

رباعی کی بحر عام طور پر مشکل سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے شعرا کے ہاں اس صنف کی بہتات نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ صنف ہر عہد میں مقبول رہی ہے۔ تمام بڑے شعراء نے تھوڑی بہت رباعیاں ضرور کہی ہیں۔

محمد قلی قطب شاہ رباعی کے پہلے شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان کی کلیات میں متعدد رباعیاں موجود ہیں۔ قلی قطب شاہ کے ہاں خمریہ، نعتیہ مدحیہ اور عشقیہ مضامین پر مشتمل رباعیاں ملتی ہیں۔ سراج اور ولی کے ہاں بھی رباعیاں ملتی ہیں اگرچہ کم مقدار میں ہیں۔ اس کے علاوہ میرؔ، دردؔ، سوداؔ، حسرتؔ، تاباںؔ، آتشؔ، ناسخؔ، انشاؔ، جرأتؔ، غالبؔ، مومنؔ، ذوقؔ، شیفتہؔ، حالیؔ، اکبرؔ، اسماعیل میرٹھی، شادؔ، امجد حیدر آبادیؔ، جوشؔ، فانیؔ، سیماب، یگانہ چنگیزی، فراق گورکھپوری، گوہر جلالی، مظفر حنفی، مخمور سعیدی، شمس الرحمان فاروقی، باقر مہدی اور سلطان اختر وغیرہ نے بھی رباعیات لکھی ہیں۔

رباعی کے بارے میں ڈاکٹر گیان چند کے الفاظ یوں ہیں:

> ”اس میں چار مصرعے ہوتے ہیں جن میں بالعموم پہلا، دوسرا اور چوتھا مقفیٰ ہوتا ہے اور تیسرے میں قافیہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس مصرع میں بھی قافیہ لانا جائز ہے۔ ملا حسین واعظ کاشفی کے بقول اگر چاروں مصرعوں میں قافیہ ہو تو اسے مصرع کہتے ہیں اور اگر تیسرے مصرع میں قافیہ نہ ہو تو اس رباعی کو خصّی کہتے ہیں۔ خصّی کو غیر مصرّع بھی کہتے ہیں۔“(۲)

ممتاز الرشید کے بقول:

> ”چار مصرعوں والی نظم رباعی کہلاتی ہے۔ اس میں پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اس کو پہلے دوبیتی بھی کہتے تھے۔ رباعی میں عام طور پر اخلاق و تصوف اور پند و موعظت وغیرہ کے مضامین ہوتے ہیں۔ الفاظ کا انتخاب عمدہ اور ترتیب بیان مناسب ہوتی ہے۔ چوتھا مصرع سب سے اچھا اور برجستہ ہوتا ہے۔“(۳)

مختلف ماہرین نے اس کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے۔ مثلاً دوبیتی، چار مصراعی، چہار بیتی، جفتی، خصی اور غیر خصی لیکن اس کا معتبر نام رباعی ہی ہے۔

رباعی کی بحر اور وزن سے متعلق شمیم احمد یوں لکھتے ہیں:

> ”رباعی کے لیے صرف ایک بحر مختص ہے اور وہ ہے بحر ”ہزج“۔ اُس بحر میں جو چار مصرعے بطور رباعی کہے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک مصرعہ چار ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ چاروں ارکان میں

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

استعمال ہونے والی ماتراؤں کی تعداد بیس ہوتی ہے۔ یہاں ماترا سے مراد ہے کہ اگر رباعی کے کسی بھی مصرعے کی تقطیع کی جائے تو اس میں قابلِ شمار حروف تعداد میں بیس ہوتے ہیں۔"(۴)

خواجہ اکرام الدین کے بقول:

"رباعی ادو شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔ ہیئتی اعتبار سے اس میں چار مصرعے ہوتے ہیں۔ انہیں چار مصرعوں کی مدد سے ایک مکمل مضمون یا خیال مسلسل اور مربوط ہوتا ہے۔ رباعی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "چار چار" کے ہیں۔ اصطلاحاً اس کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور تیسرا مصرعہ بے قافیہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسی بھی مثالیں ہیں جن میں چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔"(۵)

اب ہم عبدالعزیز خالد کی رباعیات پر مشتمل مجموعہ "لحن صریر" کا موضوعاتی جائزہ لیتے ہیں۔ "لحن صریر" (بانگ قلم یا قلم کے چلنے کی آواز) کا انتساب عطا محمد آزاد کے نام کیا گیا ہے:

آہنگ دل سوختہ ہے لحن صریر
اندوہ نہاں کی متکلم تصویر
کرتا ہوں معنون اسے آزادؔ کے نام
ہے میری طرح وہ بھی فقیری میں امیر (۶)

"لحن صریر" میں کل 313 رباعیاں ہیں۔ اس عدد کا التزام بھی ایک صنعت معنوی ہے جس کی معنویت اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ خالد جہاد بالقلم کا قائل تھا۔ وہ قلم کو لہو ولعب کے لیے استعمال نہیں کرتا۔ اسلام میں حق وباطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر تھا جس میں مجاہدین صحابہ کرامؓ کی تعداد 313 تھی۔ خالد نے ان نفوس قدسیہ کے ساتھ نسبت کو اپنے لیے خیر وبرکت کا باعث سمجھا۔ "لحن صریر" کی اہمیت صرف زبان وبیان کے محاسن کے سبب نہیں ہے اس کے اور بھی اسباب ہیں یہ ان کی دوسری تصانیف کے مقابلے میں یوں اہم تر ہو جاتی ہے کہ یہ ان کے جملہ افکار وخیالات اور ان کی سیرت وشخصیت کا مرقع ہے۔

بلکہ یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ ان کے سارے خیالات بشکل رباعیات "لحن صریر" میں سمٹ آئے ہیں۔ اب ہم رباعیات خالد کا موضوعاتی تجزیہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حمد ونعت جیسے اہم موضوع کو رباعی میں بہت خوبصورت پیرائے میں نبھایا ہے۔ ان کی ایک حمدیہ رباعی ملاحظہ ہو:

توحید ہے ایماں کا مدارو محور
توحید ہے مرکز و مخ فکر و نظر
اِنّ اللہ لَا یَغفِر ان یشرک بہ
لَا تَدْعُ مَعَ اللہ اِلٰھًا آخر (۷)

نبی کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف اور نعتِ رسول مقبول کے موضوع پر رباعی آپ کی بصارتوں کی نذر:

عشق نے جسے بخشا ہے مقام محمود
مخدوم زمانہ ، محفود و محشود
مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُبی کہتا ہے
وہ ابن ابی قحتم پڑھیں جس پر درود (۸)

عبدالعزیز خالد نے رباعیات میں محامد قرآن خوبصورت اور انوکھے انداز میں بیان کیے ہیں۔ وہ فضل ربی اور رضائے خدا کی تلاش کرنے والوں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے کہتا ہے کہ قرآن پاک پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ یہ کتاب سراسر ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے:

جن کو ہے تلاش فضل و رضوانِ خدا
کہہ اس سے کہ بیکار نہ تکلیف اٹھا
قرآن میں جو درج ہے کر اس پر عمل
اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی(۹)

ایک دوسری رباعی میں خالد کہتا ہے کہ قرآن ہی میزان صداقت ہے۔ اگر اس پر عمل نہ کیا گیا تو قوم وملت عدالت سے منحرف ہو کر ضلالت و گمراہی میں پڑ جائے گی۔ آج ہمارے معاشرے کی درماندگیاں اور وحشتیں نت نئی صورت پکڑ رہی ہیں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اہلِ پاکستان نے اس میزان صداقت سے منہ موڑ لیا ہے جو قائم المیزان ہے:

بے و قر ہوئی یہ کشور پاکستان
میزان صداقت اتیام قرآن
عبدالدرہم کوئی، ابو الحرص کوئی
بِئۡسَ الۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ(۱۰)

خالد کہتا ہے کہ جو دل آیت قرآنی سے آباد نہیں وہ ویرانے اور وحشت کا حکم رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اک خانہ ویراں ہے دل بے قرآں
قرآں کہ ہے الکتاب بے ریب و گماں
لا تَتَّخِذُوۡ آیات اللہ ھُزُوًا
قرآں ہے ھُدًی لِّلنَّاسِ والفرقان(11)

قرآن کریم بنی آدم کے لیے شفا اور ہدایت ہے۔ اس مضمون کو انہوں نے اس طرح باندھا ہے:

اس میں ہے بیان و تذکرہ ہر شے کا
ہے یہ بنی آدم کے لیے نور و شفا
سر چشمہ معرفت ہے قرآن حکیم
لِمَن یَشۡرِبُ منہ یظمأً ابدًا(12)

خالد فن شاعری کے تقدس اور توقیر کے خواہاں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ فن کے تقاضوں کو پورا کرنا اہلِ فن کی ذمہ داری ہے۔ وہ حقیقی شاعر اسے کہتے ہیں جو دروں نگر ہو۔ حقیقی شاعر کے بارے میں ان کے خیالات ملاحظہ ہوں:

شاعر طبعاً دروں نگر ہوتا ہے
از سرتا پا قلب و نظر ہوتا ہے
رہتا ہے وہ اپنے آپ میں گم لیکن
اخبار جہاں سے باخبر ہوتا ہے(13)

شاعر سماج اور معاشرت میں ہونے والے حادثات کو لفظوں کی صورت میں سپردِ قلم و قرطاس کرتا ہے۔ شاعر کے قلم کی شعبدہ بازی اور ہنر کاری کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

زہراب کو انگبیں بنا لیتا ہے

الحاد کو جزو دیں بنا لیتا ہے
ہے انفس و آفاق میں جو شے بھی اسے
شاعر ملک یمیں بنا لیتا ہے(۱۴)

جہد مسلسل اور محنت وکاوش کو ہی ترقی و عروج کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔ غرور ونخوت کو ترک کر کے سعی وکاو شکو شعار بنانے کا درس دیتے ہیں:

شاہا! لا تمش فی الارض مرحا
یہ دور ہے سرداری محنت کش کا
نیک و بد زندگی کا محور ہے شکم
سن : کَادَ الفَقرُ اَنْ یَّکُوْنُ کُفُرًا(۱۵)

صبر اور رجائیت میدانِ حیات میں کامیابی کے راز ہیں اور قرآن حکیم میں بھی صبر اور نماز کے ساتھ استعانت حاصل کرنے کا سبق ہے۔ خالد صبر اور رجائیت سے متعلق یوں فرماتے ہیں:

کر صبر وَمَا صَبرُکَ اِلّا بِاللّٰہ
کیا اس نے عبث تجھ کو کیا ہے پیدا؟
قُلْ کُلَ اُلخَیرِ اَرُ جُومِن رَّبِّی
مَاکَان عَطاءَ رَبّکَ مَحْظُورًا(۱۶)

تجربہ اور ریاضت فنی پختگی کے لیے لازمی ہیں۔ سعی وتدبیر سے ہی منزل آسان ہوتی ہے۔ تن آسانی اور سست الوجودی انسان کے لیے خسارے اور ناکامی کا باعث ہے۔ اس مضمون کو وہ اپنے الفاظ میں یوں ڈھالتے ہیں:

بددل نہ ہو اے صاحب سعی و تدبیر
شَمِّرْ اِنکَ مَاضِی اُلاَمرِ شَمِّیرُ
کر عقل سے طے وادی پر ہول جنوں
باوصف کہاَلعقلُ غِطاءٌ سِتّیر!(17)

ویسے تومال وزر کے مقابلہ میں حکمت ودانائی اور بصیرت کی دولت کہیں اعلیٰ اور لازوال ہے اور کہا گیا ہے کہ جسے حکمت اور دانائی مل گئی گویا کہ اسے خیر کثیر عطاہو گیا۔ اسی بات کو خالد نے یوں بیان کیا ہے:

ہم کو نہیں آرزوئے مال و اسباب
کر ہم کو عطا حکمت و تاویل کتاب
دیکھا ہے ان آنکھوں نے آلِ سطوت
مَاکَیدُ فِرعَونَ اِلَّا فِی تَبَابْ(18)

جس طرح کسی کا قول ہے کہ ”احترام آدمی ہی اصل آدمیت ہے۔“ اور کسی نے کہاہے:

آدمی ہے متاع دو عالم
زندگی وقف آدمی کر دیں

خالد بھی فلاحِ انسانیت اور خدمتِ آدمیت کا درس دیتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ارباب بصائر سے یہ پوشیدہ نہیں
میراث ہے بندگانِ صالح کی زمیں
جو خادم انساں ہے اسی کو ہے بقا
چاہے کلمہ گو ہو وہ چاہے لادیں(19)

ماضی کے جھروکوں میں ہی جھانکتے رہنا اور گزرے زمانے کے قصیدے پڑھتے رہنے میں کامیابی نہیں بلکہ اقبال کی طرح خالد بھی فکر فردا کا درس دیتے ہیں اور آنے والے حالات اور زمانے سے متعلق پیش بندی کی صلاح دیتے ہیں:

گزرے کل کے قصیدے پڑھنے والو!
آنے والے کل کا بھی کچھ سوچو
حاضر کو سر اپنے سے بنتا نہیں کام
کوئی حل ڈھونڈو کوئی تدبیر کرو(20)

خالد کا پختہ یقین ہے کہ صداقت اور سچائی ایک روشنی ہے جس سے انسان مثبت راستوں کا تعین کرتا ہے۔ان کی رباعیات میں راست گوئی اور حق وصداقت کا تذکرہ بھی جابجاملتا ہے۔

چل راہِ صداقت پر بلا خوف و خطر
غربت سے اگر ڈرائے شیطاں تو نہ ڈر
اَلَا صَدرَک غِنًی اَسُدُّ فقرَک
گر تو بنے حق پرست اے ابن بشر(21)

معاشرتی اوصاف میں سے ایک اہم وصف لوگوں کو عزت دینا اور ان کو ان کے خوبصورت ناموں سے پکارنا ہے اور اسلام میں بھی نام بگاڑنے اور برے ناموں سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔خالد نے ان احساسات کو شعری پیرائے میں یوں ڈھالا ہے:

اللہ کے پاس ہے فقط حسن ثواب
ہیں بہر تعارف انساب و احساب
ہے حسن معاشرت عیار دانش
اے صاحبو! لا تَنَابَزُو بالالقاب(22)

لا قانونیت، ظلم اور جبر و استحصال آج ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔انصاف ومساوات جس معاشرے سے ناپید ہو جائیں وہ معاشرہ اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔انصاف وبرابری سے متعلق ان کی ایک رباعی ملاحظہ ہو:

انصاف و مساوات ہے حق انساں
قطع نظر از عقیدہ و رنگ و زباں
قَدْخَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا بَرْحَق
ہے اصل و اساسِ دہر ، عدل و احساں(23)

وفا، خلوص اور مہر ومحبت بہت ہی مہنگی اور کم یاب اجناس ہیں۔جس معاشرے میں یہ اعلیٰ اقدار رواج پاجائیں وہ معاشرہ جنت نظیر ہو جاتا ہے۔ خالد دلوں کو تسخیر کرنے کانسخہ بتاتے ہیں:

کر مہر و محبت سے دلوں کو تسخیر

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

صحرا کو بنا رشک بہشت کشمیر
عاقل ہے غفور اور جاہل ہے ختور
ہے خوبی اختیار عفو تقصیر(24)

کم کھانا، کم سونا حکمت و دانائی اور عقل و شعور کا راز ہے اور گناہوں اور خطاؤں پر نادم ہونا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا اللہ کے قرب اور رحم کا باعث ہے۔اس مضمون کو خالدیوں باندھتے ہیں:

کم کھانا کم سونا ، اکثر رونا
اکسیر ہے مٹی کو بنا دے سونا
کُلُّ بنی آدمَ خَطَّاءٌ پر
خَیْرُ الْخَطَّائِینَ ، اَلتَّوَّابُونَ(25)

خالد بہت ہی احسن انداز میں کسی معاشرے کی پستی اور زوال کا باعث بننے والے رموز بیان کرتے ہیں کہ جب بادشاہت اور سلطنت پست عقل لوگوں کے پاس ہو اور علم رذیل اور گھٹیا لوگوں کے پاس ہو اور مال و زر کی ہوس عروج پر ہو اور لمبی عمر کی ہوس ہو اور انسان مرنا بھول چکا ہو تو اس کیفیت میں معاشرہ ہوس، بوجھ اور انحطاط کا شکار ہو جائے گا:

الملک فی صغارکم --- بدمستی
العلم فی رزالتکم --- پستی
الحرصِ علی المال --- تمنائے محال
الحرص علی العمر --- فریب ہستی(26)

اچھے شعر کے اثرات انسانی طبیعت پر بہت گہرے ہوتے ہیں۔نبی کریم ﷺ حسان بن ثابت سے شاعری سنا کرتے۔اس کیفیت کو خالدیوں بیان کرتے ہیں:

وہ شعر تھا مرغوبِ رسول عربیؐ
جس میں نہ ہو آمیزش شرک و شر کی
آتا ہے امیۃ بن ابی الصَّلتْ پہ رشک
قالَ ھُوَ عِندَ کُلِّ بَیت: ایہ(27)

مزید اسی کیفیت کی منظر کشی کچھ اس طرح کرتے ہیں:

شک اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکَمًا میں کہاں
ہے شاعری معراج کمال انساں
اعلان براءت امرؤ القیس سے ہے
مطلوب ہیں کعب بن زہیر و حسّان(28)

دنیا کی بے ثباتی اور اس کا لہو و لعب ہونا کافی مرتبہ قرآن میں مذکور ہے۔آخرت کی کھیتی دنیا میں رہ کر تیار کرنا ہے۔اس سے متعلق خالدیوں بیان کرتے ہیں:

کیا لہو و لعب ہے یہ حیات دنیا؟
کب تیری نگاہوں سے حجاب اٹھے گا؟

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اے وائے وہ دن جب تو کہے گا افسوس!
لم اُشرِکْ یٰلَیتَ بِرَبّی اَحَدا(29)

جیسا کہ مولا علی کرم اللہ وجہ کا فرمان ہے۔ جس نے اپنے راز کی حفاظت کی وہ مراد پا گیا۔ اسی وصف کے بارے میں خالد نے یوں اظہار کیا ہے:

مشہور ہے ہونٹوں نکلی کوٹھوں چڑھی
لازم ہے نگہبانی بنت الشَّفَۃ
کہتے ہیں لِکُلِّ سِرٍّ مستودع
پس ہر کس و ناکس سے نہ کہہ راز دلی(30)

"لحن صریر" کی آخری رباعیات میں خالد عفو و درگزر کا خواستگار ہے۔ وہ اپنی خطاؤں پر شرمسار ہے اور بشری تقاضوں کے تحت بھول اور کجی کی خاصہ بشریت ہے۔ اس مضمون کو وہ یوں باندھتے ہیں:

رہتی ہے سدا معنی تازہ کی طلب
افرنگ سے تابہ چین و ما چین و عرب
ہوں بندہ بشر رہ سے بھٹک جاتا ہوں
اَغفِرلِی خَطِیئتِی وَ جَھلی یارَب(31)

مزید اسی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

کم یاب و کم آمیز ہوں لیکن پھر بھی
تو اغفرلی اسرافی فی امری
مست کم و کیف اللھم الیک
دنیا سے میں کہتا ہوں الیک عنّی(32)

درج بالا استشہادات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خالد نے فن رباعی گوئی میں اپنی قادر الکلامی کے کمالات دکھائے ہیں۔ اس نے رباعیات میں سیاست، انسانیت، اخلاق، مذہب، محبت اور تہذیب و معاشرت کے معیارات کے نظم طلب مضامین کمال چابکدستی سے بیان کیے ہیں۔ رباعی کا کینوس اگرچہ ایسے مضامین کے لیے بقول کسے موزوں ہے مگر اس میں ان مضامین کی وسعت کو اس طرح سمیٹنا کہ اس صنف سخن کی تنگ دامانی کا احساس تک نہ ہو کسی کسی کا حصہ ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ خالد اس میدان میں کامیاب رہا ہے۔ فکری و موضوعاتی لحاظ سے خالد کی شاعری کی لے مولانا حالی اور اقبال کی اصلاحی لے سے ملتی جلتی ہے۔ یعنی ان کی شاعری ایک ایسے فرد کی آواز ہے جو مسلمان قوم اور ملت اسلامیہ کے لیے فطرت کی جانب سے ایک دردمند دل لے کر آیا ہے۔ انہوں نے اپنی رباعیات میں قرآن و حدیث، عربی اقوال اور تلمیحات کو نگینوں کی طرح جڑ دیا ہے جس سے ان کا کلام بہت پر اثر اور دلکش بن گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ آصف ثاقب، مضمون، خالد کی رباعی گوئی، مشمولہ: تحریریں، ماہنامہ خالد نمبر، جلد نمبر ۵، لاہور، مارچ اپریل، ۱۹۷۵ء، ص ۱۵۵

۲۔ گیان چند، ڈاکٹر، ادبی اصناف، انڈیاو (گجرات): گجرات اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء، ص ۶۴

۳۔ ممتاز الرشید، اصنافِ سخن، انڈیا (دہلی): کتب خانہ انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۴ء، ص ۸

4۔ شمیم احمد، اصنافِ سخن اور شعری ہیئتیں، انڈیا (بھوپال): انڈیا بک میوزیم، ۱۹۸۱ء، ص ۷۰

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۵۔ اکرام الدین، خواجہ، اردو کی شعری اصناف، انڈیا (دہلی): مکتبہ جامع اردو بازار ۱۹۸۵, ص، ٦٩

6۔ خالد، عبدالعزیز، لحن صریر، کراچی: بک لینڈ بندر روڈ، ۱۹٦۷، ص، ۱

7۔ ایضاً، ص ٦۴

۸۔ ایضاً، ص ۹۵

۹۔ ایضاً، ص ۲۱

۱۰۔ ایضاً، ۵۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۲

۱۲۔ ایضاً، ص ۵۳

۱۳۔ ایضاً، ص ۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱

۱٦۔ ایضاً، ص ۱۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۸

۱۸۔ ایضاً، ص ۳۱

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۰

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۴

۲۲۔ ایضاً، ص ۵۸

۲۳۔ ایضاً، ص ٦۷

۲۴۔ ایضاً، ص ۷٦

۲۵۔ ایضاً، ص ۹۴

۲٦۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۳۱۔ ایضاً، ص ۱٦۱

۳۲۔ ایضاً، ص ۱٦۱